۴۲

جلسہ سالانہ کے بابرکت ایام میں اپنی دعاؤں کو ہمیشہ اعلیٰ مقاصد پر مشتمل رکھو

(فرمودہ ۲۸-دسمبر ۱۹۳۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چونکہ آج کا دن ہمارے جلسہ کے ایام میں سے ایک دن ہے- اور اگر جلدی کارروائی شروع نہ کی جائے تو دوسرے وقت کا پروگرام بہت کچھ ادھورا رہ جائے گا- اس لئے میں صرف دوچار منٹ کے خطبہ پر ہی اکتفا کرنا چاہتا ہوں- یوں تو خطبے کا طریق ہی ابتدائے اسلام میں یہ ہوا کرتا تھا کہ خطبہ آدھا وقت لیتا تھا اور نماز اس سے دُگنا وقت مگر اُس وقت کے لوگ اشاروں میں بات کو سمجھ جانے کے عادی تھے مگر آج کل کے لوگ تفصیلات کے عادی ہوگئے ہیں اسی لئے قرآن مجید کی جن مختصر آیات سے اُس وقت کے لوگ اپنے دلوں کو صاف کرلیا کرتے تھے، اب ان پر کتابوں کی کتابیں لکھی جاتی ہیں تب کہیں لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں- اس لئے موجودہ زمانہ کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے خطبے بھی لمبے ہوگئے ہیں-

آج کا دن اسلامی روایات کے مطابق عید کا دن ہے بلکہ بعض ائمہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جمعہ کا دن عیدَین پر فضیلت رکھتا ہے کیونکہ جمعہ کے دن کا قرآن مجید میں خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے جبکہ عیدین کا اس رنگ میں قرآن مجید میں ذکر نہیں ہاں استنباط واستدلال کیا جاتا ہے مگر یہ ایک فرض مقرر کیا گیا ہے اور جمعہ کی آذان سن کر مسلمانوں کیلئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ جس قدر جلد ہوسکے مسجد میں پہنچ جائیں-

پس یہ ہماری عید اور ہمارے لئے نہایت ہی خوشی اور مسرت کا دن ہے۔ پھر یہ رمضان کا مہینہ ہے اور رمضان کے لحاظ سے یہ عید اور بھی زیادہ شاندار ہوجاتی ہے۔ گو یہ وہ جمعہ تو نہیں جس کا نام لوگ جمعۃالوداع رکھ کر اپنی ساری عمر کی نمازیں یا کم ازکم ایک سال کی نمازیں خداتعالیٰ سے بخشوانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ دن تو جاہلوں کا دن ہے اور کوئی مومن جاہل نہیں ہوتا کیونکہ کوئی مومن ایک منٹ کیلئے بھی یہ تسلیم نہیں کرسکتا کہ وہ عبادت جو خداتعالیٰ کی زیارت کے مترادف ہے' اسے سارا سال تو چھوڑے رکھے مگر ایک دن بجالاکر یہ سمجھ لے کہ سارے سال کی نمازیں ادا ہوگئیں۔ اگر نماز ایک چٹّی ہوتی' اگر نماز ایک سزا ہوتی اور اگر نماز ایک جرمانہ ہوتا تو ہم خیال کرلیتے کہ جتنا کم سے کم جرمانہ ادا کرکے اور جتنی کم سے کم سزا بُھگت کر ہم اس مصیبت سے بچ سکتے ہیں' اتنا ہی کم جرمانہ ادا کرنا اور اتنی ہی کم سزا بُھگتنی چاہیئے۔ مگر جبکہ نماز خداتعالیٰ کا ایک فضل اور انعام ہے اور جبکہ نماز زیارت ہے اپنے محبوب خدا کی تو کیا کوئی ایسا انسان ہوسکتا ہے کہ اسے اس کا محبوب بلائے مگر وہ نہ جائے اور کہے کہ میں کسی خاص دن جاکر اس محبوب کاگلہ دور کردوں گا اور وہ پھر بھی اس کا محبوب ہی رہے۔ محبوب کی طرف سے تو اگر ایک اشارہ بھی ہوجائے تو عاشقِ صادق اس کی تعمیل کئے بغیر نہیں رہ سکتا کجا یہ کہ محبوب اسے روز بلائے اور یہ گھر میں بیٹھا رہے۔

گو مثال تو ایک پاگل کی ہے پھرایسے پاگل کی جو اَب فوت ہوچکا اور گو وہ ایک ایسے پاگل کی مثال ہے جو میرا استاد بھی تھا مگر بہرحال اس سے عشق کی حالت نہایت واضح ہوجاتی ہے۔ ایک میرے استاد تھے جو سکول میں پڑھایا کرتے تھے بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے ان کا نام مولوی یار محمد صاحب تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آگیا ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے تو یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہوگیا اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔ پھر ان کا یہ جنون یہاں تک بڑھ گیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قریب ہونے کی خواہش میں بعض دفعہ ایسی حرکات بھی کر بیٹھتے جو ناجائز اور نادرست ہوتیں۔ مثلاً وہ نماز میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسم پر اپنا ہاتھ پھیرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی اس حالت کو دیکھ کر بعض آدمی مقرر کئے ہوئے تھے تاکہ

جن ایام میں انہیں دورہ ہو وہ خیال رکھیں کہ کہیں وہ آپ کے پیچھے آکر نہ بیٹھ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ جب آپ گفتگو فرماتے یا لیکچر دیتے تو اپنے ہاتھ کو رانوں کی طرف اس طرح لاتے جس طرح کوئی آہستہ سے ہاتھ مارتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب اس طرح ہاتھ ہلاتے تو مولوی یار محمد صاحب محبت کے جوش میں فوراً کود کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچ جاتے اور جب کسی نے پوچھا کہ مولوی صاحب یہ کیا تو وہ کہتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اشارہ سے بلایا تھا۔ تو جہاں محبت ہوتی ہے وہاں یونہی اشارے بنالئے جاتے ہیں۔ کجا یہ کہ اللہ تعالیٰ روزانہ بلائے اور بندہ کہے کہ ہم جمعۃ الوداع کے دن قضاعمری پڑھ لیں گے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی زیارت حاصل ہوجائے گی۔ پس یہ گو جمعۃ الوداع تو نہیں مگر مسلمان کا ہر جمعہ اپنے ساتھ برکات رکھتا ہے۔ پھر نہ صرف یہ جمعہ کا دن ہے بلکہ رمضان کے مہینہ میں جمعہ کا دن ہے اور نہ صرف رمضان کے مہینے میں جمعہ کا دن ہے بلکہ ان برکتوں اور فضلوں والے ایام میں جمعہ کا دن ہے جسے حضرت مسیح موعود نے اپنے الہاموں کی بناء پر قائم کیا۔ اور جس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

زمینِ قادیان اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

غرض وہ جلسے کے دن جن کے متعلق خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکات کا وعدہ کیا گیا ہے' پھر قادیان کا مقام جسے ارضِ حرم سے تشبیہ دی گئی ہے اور جمعہ کا دن جو خاص فضلوں کے نزول کا دن ہوتا ہے آج ہمیں میسر ہے۔ پس ہمارے لئے یہ نہایت ہی بابرکت موقع ہے اور ان برکات سے فائدہ اٹھانے کا طریق یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں میں انابت اور تضرع پیدا کریں اور اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں پیدا کرکے اللہ تعالیٰ سے ان کے حصول کیلئے دعائیں کریں۔ بہت لوگ دعائیں تو اللہ تعالیٰ سے قبول کرالیتے ہیں مگر وہ اتنی چھوٹی اور اتنی معمولی اور حقیر باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں کہ انہیں سن کر حیرت ہوتی ہے۔ وہ معمولی معمولی باتوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور عجزوانکسار کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی مثال بالکل وہی ہوتی ہے جیسے کوئی بادشاہ کی ملاقات کو جائے مگر اپنا سارا وقت اس کے پاخانے' غسل خانے اور باورچی خانے کے دیکھنے میں صرف کردے اور بادشاہ سے ملاقات اور اس سے گفتگو کا وقت انہی حقیر باتوں میں ضائع کرکے واپس آجائے۔ پس دعاؤں میں بہت بڑی احتیاط

کی ضرورت ہے اور گو جیسا کہ حضرت مسیحؑ کہتے ہیں اپنی جوتی کا تسمہ بھی خدا سے مانگ ہمیں اپنی معمولی معمولی ضرورتیں بھی خداتعالیٰ کے آگے پیش کرنی چاہئیں مگر یہ مستقل مانگنا نہ ہو بلکہ مستقل دعا مومن کی اسی مقصدِ عظیم کیلئے ہونی چاہیئے جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے اور جس کو بیان کرتے ہوئے اس نے کہا ہے کہ مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنِ[1] انسانی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا کامل عبد ہوجائے۔ پس زیادہ تر دعائیں اسی کیلئے ہونی چاہئیں تاکہ خدا ہمیں اپنا بنالے اور ہم اس کے حقیقی بندے بن جائیں اور جب کوئی خدا کا ہوجائے تو اسے اور کسی چیز کی کیا ضرورت رہ سکتی ہے۔ ہم نے تو زمینداروں کو دیکھا ہے وہ ڈپٹی کمشنر سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا سپاہی سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں ان پر تصرف انہی معمولی افسروں کا ہے۔ پس اصل بات تو وہی ہے کہ۔

جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

جب خداتعالیٰ انسان کا ہوجاتا ہے تو باقی دنیا بھی اس کی ہوجاتی ہے۔ پس مومن کا اصل مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ وہ خداتعالیٰ کا ہوجائے اور خدا اس کا۔ جب خداتعالیٰ انسان کا ہوجاتا ہے تو اس کی باقی ضروریات خودبخود پوری ہوجاتی ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ پس چھوٹی اور معمولی چیزوں کیلئے دعائیں کرنے سے میں منع نہیں کرتا مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ بڑی برکتوں والے ایام کو معمولی اور حقیر دعائیں مانگ کر کوئی نادان ہی ضائع کرسکتا ہے۔

میں نے جب حج کیا تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت انسان جو دعا کرے وہ قبول ہوجاتی ہے۔ میں جب حج کیلئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفہ اول نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو میں نے یہی دعا کی کہ الٰہی! میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تُو مل جائے اور جب بھی میں تجھ سے دعا کروں تُو اسے قبول فرمالیا کر۔ مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے' حضرت خلیفہ اول نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔ تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں رکھ کر دعائیں کرنی چاہئیں تاکہ خداتعالیٰ کے خاص فضل ہم پر نازل ہوں۔ اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری اولادوں پر بھی نازل ہوں۔

(الفضل یکم جنوری ۱۹۳۵ء)

---

[1] الذّٰریٰت: ۵۷